www.KitaboSunnat.com

جناب مولانا اظہر امرتسری

حضرت خواجہ حافظ شیرازیؒ کا ناصحانہ کلام

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دوست تر دارند
جوانانِ سعادت مند پندِ پیرِ دانا را !!

○

حضرت خواجہ شمس الدین حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام حقیقت التیام صوفیانہ حقائق و رموز کی تشریح و وجدانی کیفیات کا ترجمان خیال کیا جاتا ہے۔ نشہ و سرور میں ڈوبے ہوئے الفاظ، صوفیانہ حسن اسلوب، وجد انگیز بندش، دل نشیں تاثرات کی خوشنما تنظیم نے ان کے کلام میں ایک معجزنما تاثیر پیدا کر دی کہ ہر مصرعہ ذہن میں آتے ہی دل کی گہرائیوں میں اتر جاتا ہے۔ میں جب کلامِ حافظؔ کا مطالعہ کرتا ہوں تو .... محسوس ہوتا ہے کہ کوئی پُر اثر جذبہ دل سے ابھر ابھر کر ان کیفیات کو اپنے دامن میں سمیٹ رہا ہے جو تاثیر شعر سے ذہن کو مسرور کرتی ہوئیں دل میں سما جانا چاہتی ہیں۔

حافظؔ کا کلام روح و وجدان کا مجموعۂ گفت و شنید ہے۔ اس کے مصرعہ مصرعہ سے عرفان و حقیقت کی تجلیاں چھن رہی ہیں۔ وہ عشق و محبت کے دریا میں غوطہ لگا کر زبانِ شعر کو حرکت میں لاتا ہے۔ اس کا کلام ان ہی لوگوں کے ضمیر پر دامنِ اثر پھیلاتا ہے جو توحید و معرفت کے رموز و اسرار بے نقاب دیکھنا چاہتے ہیں بایں ہمہ اس دریائے کیفیات کے سینہ میں حکمت و بصیرت کے بھی ہزاروں موتی چمک رہے ہیں لیکن ان کی لمعانی سے اس لیے بہت کم لوگ واقف ہیں کہ ناقدینِ فن نے آج تک حافظ کو صرف ترجمانِ عشقِ الٰہی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور ان کے عام فہم شعر کو بھی فلسفیانہ کھینچ تان سے تصوف کے کسی نہ کسی مسئلہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر لاکر چھوڑا ہے ورنہ حافظ ایک قادر الکلام اور جامع الشرائط شاعر کی حیثیت سے جہاں نکاتِ تصوف کی تشریح کا حق ادا کرتا ہے وہاں انسانی زندگی کے نفسیاتی پہلوؤں پر بھی ہلکی سی روشنی ڈال رہا ہے۔

اس حقیقت سے تو کسی شخص کو انکار نہیں کہ حافظ اس عشق کے حقائق و معارف کا بوجوہِ تمام شارح ہے جس کی پرورش آغوشِ روحانیت میں ہوتی ہے لیکن یہ نظریہ حافظ کو شاعرِ کامل کی خلعت عطا نہیں کر سکتا کیونکہ شاعرِ کامل ان تمام انسانی حقیقتوں سے واقف ہوتا ہے جو کفِ پا سے لے کر موئے سر تک حاوی ہیں۔ اسی طرح اس کی نگاہ احساسات و کیفیات کی دنیا سے ان کا نظارہ کیے بغیر نہیں رہتی۔ وہ علم بصیرت کی بنا پر انسانی فطرت کے تمام اندرونی و بیرونی واقعات پر فیصلہ کن بحث کر سکتا ہے۔ وہ اس کیفیت کے اسرار سے واقف ہوتا ہے جو ذی روح اور امرِ روح کے درمیان ذریعۂ گفتگو ہوتی ہے۔ اس کی آنکھیں ان نگاہوں سے بھی بے خبر نہیں جو نفسانی خواہشوں کی تحریک پر قابلِ احترام ہستیوں کو دعوتِ سیہ کاری دیتی رہتی ہیں۔ وہ نظروں کو آئینہ بنا کر اس میں خلوت کی چھپی ہوئی عیش افروزیوں کا عکس دیکھ لیتا ہے۔ اسی طرح جب انسانی زندگی کے نقائص کی طرف اس کو متوجہ کیا جاتا ہے تو وہ عقل و فکر پر تول تول کر ایسے حکیمانہ نظریات پیش کرتا ہے جن میں اصلاح و تہذیب کی روح پوشیدہ ہوتی ہے۔ یہ تمام خوبیاں حافظ کے کلام میں پائی جاتی ہیں۔ اس کو صرف تصوف و الٰہیات کا شارح قرار دینا بدترین بے انصافی ہے۔ میں اس کی تائید میں اپنی طرف سے کوئی عقلی یا نقلی دلیل پیش کرنے کی جسارت نہیں کر سکتا کیونکہ

"آفتاب آمد دلیلِ آفتاب"

حافظ کا کلام ہی حافظ کو شاعرِ کامل ثابت کر رہا ہے۔ ذیل میں دیوانِ حافظ سے وہ اشعار پیش کرتا ہوں جن کا ہر ہر مصرعہ زندگی کی خطرناک راہ میں انسان کی رہنمائی کرتا ہے جو حضرت سعدیؒ و صائبؒ کے حکیمانہ اقوال کو دلیلِ راہ بنا چکے ہیں وہ حافظ کے حکیمانہ اور بصیرت افروز اشعار سے بھی اپنی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو روشن کرنے کی کوشش کریں خواجہؒ مرحوم فرماتے ہیں:۔

(۱) آسائشِ دو گیتی تفسیر این دو حرف است

با دوستاں مروت با دشمناں مدارا!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلسفۂ جدید کے نزدیک بہشت مطمئن زندگی کا دوسرا نام ہے لیکن اطمینان کی نوعیت اور اس کے ذریعۂ حصول کے متعلقہ زبانِ فلسفہ سے جو کچھ کہا گیا ہے۔ اس کے افہام و تفہیم کے لیئے ہزاروں حلقہ ہائے فکر سے دلائل مانگنے پڑتے ہیں۔ یہ خواجہ مرحوم کے عقل و فکر کا معجزہ ہے کہ انہوں نے نہایت سادہ اور عام فہم الفاظ میں ایک ایسی حقیقت پیش کر دی جس کی وسعت ہزاروں صفحات پر حاوی ہے۔

اگر انسان مروت و مدارا سے دوست و دشمن کے دل مٹھی میں لے لینے کی صلاحیت پیدا کر لے تو اس کی توقعات میں خطرہ کی سیاہی کے بجائے اطمینان کی تجلیاں چمکنے لگ جاتی ہیں۔ یہ وہ نعمت ہے، جس کو "آسائش دو گیتی" سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ ایک اور غزل میں خواجہ صاحبؒ فرماتے ہیں:۔

(۲)
اے دل شباب رفتہ نہ چیدی گلے زعمر
پیرانہ سر مکن ہوسِ ننگ و نام را!

زمانہ شباب میں آفتابِ زندگی نصف النہار پر ہوتا ہے۔ اس عمر میں حیوانی قوام کو قابو میں رکھنا خویش بیزی کے لیے ضروری ہے لیکن آتش فشاں ولولے ضبط و تحمل کا پردہ پھونکے بغیر نہیں رہتے جوش آلود انگیں ہزاروں مجبوریوں کے باوجود قصرِ نوجوانی میں شمع ہوس جلا ہی دیتی ہیں۔ اس زمانہ میں جو شخص حقوق اللہ و حقوق العباد کی دیوار نہیں پھاندتا اس پر نفسِ زہد کو بھی ناز ہے ورنہ بڑھاپے میں تو قوار کی افسردگی انسان کو جبری زہد کی طرف راغب کر لیتی ہے چنانچہ سعدیؒ فرماتے ہیں:۔

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری ست
وقت پیری گرگ ظالم مے شود پرہیزگار

خواجہ صاحبؒ بھی اس شعر میں یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ جب جوانی کو جو عمر کا بہترین عملی حصہ ہے لہو و لعب میں برباد کر دیا گیا تو بڑھاپے میں مجبورانہ زہد و ورع کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔

خواجہ صاحبؒ قناعت کا سبق دیتے ہیں کہ:۔

(۳)
ملکِ آزادگی و کنجِ قناعت گنجے ست
کہ بشمشیر میسّر نشود سلطان را!!

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دامنِ امارت جس قدر وسیع ہوتا ہے اسی قدر ہوس استعمار دل میں پریشانیوں کو بھی لا داخل کرتی ہے اس لحاظ سے طامع امیر پر وہ صابر و شاکر مفلس فوقیت رکھتا ہے جو تھوڑی سے تھوڑی آمدن پر قناعت کر کے دل کو سکون و اطمینان کا درس دیتا ہے۔ یہ امر محتاج بیان نہیں کہ دنیا میں وہی انسان آزادانہ سکون سے زندگی بسر کر سکتا ہے جس کی ضروریات محدود ہیں اور خواہشوں میں حرص و طمع کی جھلک کی بجائے قناعت کی روشنی ہے۔ لیکن یہ روشنی عام طور پر غریبوں کے جھونپڑوں میں ہوتی ہے۔ امیروں کے محل اس سے محروم ہیں جب تک امرا میں دولت و پیداوار کی صحیح تقسیم کا احساس پیدا نہیں ہوتا جب تک بادشاہوں کی حرصِ ملک گیری آتش و خون سے چمکتی ہوئی فضا کی تلاش ترک نہیں کرتی وہ گنج قناعت سے بہرہ ور نہیں ہو سکتے لیکن یہ دولت مفلسوں کے پاؤں پر سجدے کرتی رہتی ہے کیونکہ ان کی ضروریات اور خواہشیں اس قدر وسیع نہیں جن کے پورا کرنے میں قناعت سوز مشکلات حائل ہوں۔ ان کو جو کچھ میسر آجائے وہی ان کی ضروریات کا مرکزِ تکمیل ہے۔

(۴) حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش ولے
دامِ تزویر مکن چوں دگراں قرآں را!

اس شعر میں مے نوشی اور رندی کو اس زہد سے بہتر قرار دیا گیا ہے جس کی بنا عوام فریبی اور ذاتی اغراض کے ذریعہ تکمیل پر ہے۔ شراب نوشی بدترین جرائم میں سے ہے۔ رندی و شاہد بازی کرنا حدود اللہ سے متجاوز ہونے کی دلیل ہے۔ لیکن یہ سیاہ کاریاں نفسانیت کے مقتضا پر کی جاتی ہیں۔ اس میں انسان کا ذاتی نقصان مضمر ہے جس کی تلافی اس کو جسمانی یا روحانی صورت میں ایک دن کرنا پڑے گی شخصی گناہ عقوبت و نتائج کے اعتبار سے کتنا ہی خطرناک ہو، لیکن اس فریب کاری کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا جو سوسائٹی کے مفاد کو انفرادی اغراض کے ماتحت لانے کے لیے کی جاتی ہے اور وہ بھی خدا کے نام مذہب کے تقدس پر اور قرآنی نصوص کی امداد سے اس قسم کا گناہ جس کی وجہ جواز آیات قرآنی کی غلط تاویلات مبنی ہو اللہ اور کلام اللہ ہی سے روگردانی کا نتیجہ نہیں بلکہ اس سوسائٹی کے لیے بھی پیغام ہلاکت ہے جو عقیدتاً قرآن پر ایمان رکھتی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواجہ صاحبؒ کی اس شعر سے یہ مراد ہے کہ شراب نوشی ورندی انفرادی گناہ ہے جس کا خمیازہ بھی ایک ہی شخص کو بھگتنا ہوگا لیکن قرآن کو "دامِ تزویر" بنانے سے ساری سوسائٹی گمراہ ہو کر عذاب میں مبتلا ہو جاتی ہے اس لیے اول الذکر گناہ ثانی الذکر جرم پر بلحاظ نتائج قابلِ ترجیح ہے۔ اسی قبیل کا ایک اور شعر ملاحظہ فرمایئے۔

(۵) فقیہِ مدرسہ دی مست بود و فتوائے داد
کہ مے حرام ولے بہ ز مالِ اوقاف است

اس شعر کے معانی ومطالب میں فلسفیانہ حسن کلام کی جھلک پائی جاتی ہے۔ فقیہ کا ذریعہ معاش مالِ اوقاف تک محدود تھا۔ اسی مال سے وہ شکم پُری کرنے کے بعد ہجو مے کرتا تھا۔ اس کو مالِ اوقاف کی تحریم کا خیال تو تھا لیکن ذاتی فائدہ کے پیشِ نظر اظہارِ صداقت سے گریز کرتا رہا۔ کل کسی طریقے سے اس نے شراب پی لی اور عالمِ مستی میں اس کو اپنے مفاد کا خیال نہ رہا۔ مالِ اوقاف تو اس کا ذریعہ معاش تھا ہی، شراب بھی اس نے پی لی۔ اب دونوں چیزوں کی عقوبت کے تصورات پر عقل دوڑانے کے بعد اس نے فتویٰ دے دیا کہ شراب حرام تو ہے لیکن اوقاف کے مال سے اچھی ہے۔

فقیہِ مدرسہ نے مستی سے پہلے اس لیے فتویٰ نہ دیا کہ کوئی دنیا پرست احترامِ شریعت کے لیے ذاتی اغراض کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ اس تشریح سے شعر کا تعلیمی پہلو خود بخود سامنے آ جاتا ہے۔

(۶) عیبِ رنداں مکن اے زاہدِ پاکیزہ سرشت
کہ گناہِ دگرے بر تو نہ خواہند نوشت

جہاں تک لفظی معنی کا تعلق ہے اس شعر میں کوئی خوبی نہیں جو "حافظیت" کی آئینہ دار ہو لیکن تعلیمی اعتبار سے شعر کا ہر لفظ اپنے اندر شمعِ بصیرت روشن کیے ہوئے ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ زید کے گناہ کا خمیازہ کسی قانون کے مطابق عمرو نہیں بھگت سکتا لیکن عمرو اگر زید کے گناہوں پر تبصرہ کرتا ہے تو بجائے اصلاحِ اعمال کے غیبت کا مرتکب ہوتا ہے۔ شعر کا تعلیمی پہلو یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی گناہ گار کے ساتھ عقوبتِ گناہ میں شامل نہیں ہو سکتا تو اس کو لازم ہے کہ گناہ گاری پر تنقید کر کے اپنے تکبر کا ثبوت نہ دے۔ اس مسئلہ پر استاد ذوق کا کتنا اچھا شعر ہے کہ:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رندِ خراب حال کو زاہد نہ چھیڑ تو !

تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو !

خواجہ صاحبؒ ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ :-

(۷) زاہد غرور داشت سلامت نہ برد راہ

رند از رہِ نیاز بدار السلام رفت

زاہد کو اپنی پارسائی اور زہد و تقوے پر غرور تھا اور درگاہِ الٰہی میں غرور پسند لوگوں کی رسائی نہیں۔ رند گنہگار تھا لیکن وہ اپنی سیہ کاریوں پر نادم ہو کر عفو و لطف کا طالب تھا۔ درگاہِ الٰہی میں ندامت ہی سے بدکاریوں کی تلافی ہو سکتی ہے۔ شعر کا تعلیمی پہلو یہ ہے کہ انسان کو غرورِ عمل کامیاب نہیں ہونے دیتا۔

(۸) چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی

بیاد آر محبانِ بادہ پیما را !

کتنا دل پذیر شعر ہے۔ "یاد رفتگان" کا درس اس سے زیادہ مؤثر انداز میں نہیں دیا جا سکتا۔

ٹیگور اپنے فلسفیانہ جادو بیان سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کر چکا ہے کہ دنیا کسی کا ساتھ نہیں دیتی لیکن خواجہ مرحوم اس مسئلہ کو جس سادہ اور مؤثر انداز میں پیش کرتے ہیں، وہ آپ ہی کا حصہ ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ :-

(۹) مجو درستیِ عہد از جہانِ سست نہاد

کہ ایں عجوزہ عروسِ ہزار داماد است

ایک اور جگہ اسی مسئلہ کو دوسرے انداز میں پیش کرتے ہیں۔

(۱۰) بر در از خانۂ گردوں بدر و ناں مطلب

کاں سیہ کاسہ در آخر بکشد مہماں را

ایک اور غزل میں اربابِ دہر کی بے مروتی کے پیش نظر خود اعتمادی کا درس دیتے ہیں کہ :

(۱۱) مرو بخانۂ اربابِ بے مروتِ دہر　　کہ گنج عافیت در سرائے خویشتن است

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی مفہوم کو دوسرے رنگ میں یوں پیش کیا گیا ہے

(۱۲) حافظ آبِ رخِ خود بر درِ ہر سفلہ مریز

حاجت آں بہ کہ بر قاضیٔ حاجات بریم

خود اعتمادی، خود داری اور قناعت کا اس درجہ روشن اور واضح الفاظ میں شاید ہی کسی نے سبق دیا ہو بلکہ اس مسئلہ کی تمام جزئیات بھی مکمل صورت میں پیش کر دی گئی ہیں۔ یہ ہے کمالِ فن

(۱۳) مباش در پئے آزار ہر چہ خواہی کن!

کہ در شریعتِ ما غیر ازیں گناہی نیست

مذاہبِ عالم اور اہل اللہ نے گناہ کا جو تخیل مناسب اصلاح کے بعد پیش کیا ہے اس کی روح معنی یہ ہے کہ خدا کے نزدیک وہ سب سے بڑا گناہ ہے جس کی بنا خلقِ خدا کی دل آزاری پر ہو اسی طرح وہ نیکی بلحاظ جزا تمام نیکیوں سے بڑھ کر ہے جس کے نتائج سوسائٹی کے لیے انفرادی یا اجتماعی طور پر سودمند ہوں۔ شب زندہ داری، نماز روزہ، تقوے و پارسائی، زہد و عبادت یہ سب افعال انسان کے آئینہ اخلاق کو منور کرنے اور انسانی زندگی کو سودمند بنانے کا موجب ہیں لیکن اصولی طور پر یہ صرف انسانی سیرت کو روشن کرتے ہیں ان سے خدا کی ذات کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتی۔ لیکن جو شخص غربا کی پرورش اور یتیم کی امداد کرتا ہے۔ ننگے کو کپڑا دیتا ہے۔ بھوکے کو روٹی کھلاتا ہے۔ مظلوم کو پنجۂ ظالم سے چھڑانے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ نادانستہ طور پر قدرت کو اس کے فرائض کی ادائیگی میں مدد دے رہا ہے کیونکہ حاجت روائی کی ذمہ داری قدرت پر عائد ہوتی ہے گویا خدمتِ عامہ کرنا خدا کی مدد کرنا ہے۔ اگرچہ اس کی قادریت کسی امداد کی محتاج نہیں لیکن وہ ان اعمالِ حسنہ کو بھی مسترد نہیں کرتا جو خلوصِ دل اور حسنِ نیت کی تحریک پر ظہور پذیر ہوتے ہیں چنانچہ پیغمبرِ اسلامؐ کا ارشاد ہے کہ:

"خلقِ خدا کی خدمت کرنے والا ہی سردارِ قوم ہے"

اسی طرح جو لوگ اپنی زندگی کو خلقِ خدا کے لیے شرِ محض بنا لیتے ہیں وہ صرف سوسائٹی کے لیے ہی وجہِ ننگ نہیں بلکہ قدرت کے فرائض میں بھی ناجائز اضافہ کرنے کا موجب ہوتے ہیں اس لیے دل آزاری سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

...ہ کر کوئی گناہ نہیں۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے :-

مے خور و مصحف بسوز و آتش اندر کعبہ زن

ہرچہ خواہی کن ولیکن مردم آزاری مکن

غرضیکہ خواجہ مرحوم نے چند دل پذیر اور موثر الفاظ میں گناہِ اکبر کی جو تفصیلی تصویر پیش کی ہے اس کا ...دامنِ معنی انسان کے تمام تصوراتِ حسنہ پر حاوی ہے فلسفیانہ حقائق کی اس درجہ سادہ اور مختصر توضیح ...شاعری جزویست از پیغمبری کا روشن ثبوت ہے۔

(۱۴)

نزاع بر سرِ دنیائے دوں کسے نہ کند

بآشتی ببرا ے نور دیدہ گوئے فلاح

جو لوگ پیغمبرِ اسلامؐ کی مکی زندگی سے قطع نظر کرنے کے بعد "آہنسا اور شانتی" کے فلسفہ کی باریکیاں ٹالسٹائی یا گاندھی کے آئینۂ افکار میں دیکھنے کے عادی ہو چکے ہیں، ان کے لیے خواجہ صاحبؒ کا یہ شعر سرمایۂ استدلال ہے جس کے پہلے مصرعہ میں تو یہ بتایا گیا ہے کہ دنیائے دوں میں کوئی طالبِ فلاح جھگڑا نہیں چھیڑتا۔ دوسرا مصرعہ شعر کا تعلیمی پہلو ہے جس میں آشتی سے گوئے فلاح لے جانے کی تلقین کی گئی ہے۔ اگرچہ شعر دعوائے بے دلیل کا آئینہ ہے لیکن تعلیمی لحاظ سے ذہنیت افروز ہے تاہم میں ایک دنیادار کی حیثیت سے اس تعلیم کی تائید نہیں کر سکتا کیونکہ فلاح کے ذرائع پر عام طور پر ان ظالمانہ قوتوں کا قبضہ ہوتا ہے جو تمام دینی و دنیوی ترقیوں کو اپنے اغراض کے ماتحت چلانا چاہتی ہیں اور ظالم جنونِ قوت میں صلح و آشتی سے ان چیزوں سے دست بردار نہیں ہو سکتا جن پر وہ غاصبانہ قبضہ جما چکا ہے۔ اس حالت میں طالبانِ فلاح کے لیے دو ہی رستے ہیں یا تو اپنی خواہشوں کو نذرِ نامرادی کر دیں یا ظالمانہ طاقتوں کو فنا کر دیں جو ان کی رفتارِ ترقی میں رکاوٹ ڈال رہی ہیں لیکن تعدیمِ ظلم صلح و آشتی سے نہیں ہو سکتی۔ یہ مقصد آگ اور خون کی بارش ہی سے پورا ہو سکتا ہے۔ ان حقائق کے پیشِ نظر خواجہ صاحبؒ کا نظریہ مخصوص حالات میں قابلِ قبول ہو تو ہو لیکن استمراری تعلیم کا درجہ حاصل نہیں کر سکتا۔

اب میں طوالت کے خوف سے خواجہ صاحبؒ کے اشعارِ ناصحانہ صرف تشریحی عنوانات کے تحت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش کرتا ہوں۔ اگرچہ اس طرح تنقید وتبصرہ کا حق ادا نہیں کیا جا سکتا، لیکن ارباب بصیرت کے سامنے صرف فانوس پیش کرنے کی ضرورت ہے شمع کی لمعانی پر وہ خود بخود نگاہ ڈال لیتے ہیں۔ اعمالِ صالحہ پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا، منشائے خداوندی کا خیال رکھنا چاہیے۔

⑮ برعمل تکیہ مکن خواجہ کے در روزِ ازل
تو چہ دانی قلم صنع بنامت چہ نوشت

ہر چیز کی بنا خلل پسند ہے لیکن بنائے محبت بے خلل ہے۔

⑯ خلل پذیر بود ہر بنا کہ مے بینی مگر بنائے محبت کہ خالی از خلل است

دنیا کی مخالفت کی پروا نہ کر اور رضائے خداوندی کا خیال رکھ اگر تو دنیا سے لڑے گا تو دنیا بھی ترے ساتھ جنگ کرے گی ——

⑰ بر آستانۂ تسلیم سر بنہ حافظ اگر ستیزہ کنی روزگار بستیزد!

اسی نظریہ کو اظہر امرت سری نے دوسرے رنگ میں پیش کیا ہے جو خواجہ صاحبؒ کے مصرعِ ثانی کی شرح کی حیثیت رکھتا ہے ——

زمانہ میرے موافق نہیں تو کس کا قصور؟
کہ میں نے بھی تو نہ مانی کوئی زمانے کی!

تنگ دستی میں بھی خدا کا شکر کر۔ کہیں یہ حالتِ بد، بدتر نہ ہو جائے۔

⑱ روزی اگر غمی رسدت تنگ دل مباش رو شکر کن مباد کہ از بد بتر شود

ایامِ مصیبت میں صبر کر کیونکہ بُرے دن ہمیشہ نہیں رہتے۔

⑲ اے دل صبور باش مخور غم کہ عاقبت ایں شام صبح گردد وایں شب سحر شود

بُرے لوگوں کی صحبت انسان کو خراب کرتی ہے۔

⑳ زاہد از کوچۂ رنداں بسلامت بگذر کہ خرابت نکند صحبتِ بد نامے چند

عقل و دانش کی بات جاہلوں کو نہیں بتانا چاہیے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۱) پیرِ میخانہ چہ خوش گفت بدردی کش خویش کہ مگو حالِ دلِ سوختہ با خامے چند!
تکلیف اٹھائے بغیر راحت نہیں ملتی۔

(۲۲) مکن ز غصہ شکایت کہ در طریقِ ادب براحتے نہ رسید آنکہ زحمتے نہ کشید
ناجنس کی صحبت سے پرہیز لازم ہے۔

(۲۳) نخست موعظۂ پیرِ مے فروش این است کہ از مصاحبِ ناجنس احتراز کنید
قابلیت اوصافِ ذاتی پر مبنی ہے کوئی شخص قابل لوگوں کا بہروپ بھر لینے سے قابل نہیں ہو سکتا۔

(۲۴) نہ ہر کہ چہرہ برافروخت دلبری داند نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند!

(۲۵) نہ ہر کہ طرف کلہ کج نہاد و تند نشست کلاہداری و آئینِ سروری داند

(۲۶) ہزار نکتۂ باریک تر ز مو اینجا است نہ ہر کہ سر نتراشد قلندری داند
ریاکاری شریفانہ شیوہ نہیں۔ "سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا"

(۲۷) در سماع آں ز سر خرقہ برانداز و برقص ورنہ در گوشہ نشیں دلقِ ریا در برگیر
کینہ ور لوگوں کو رازِ دل نہیں بتانا چاہیئے۔

(۲۸) حکایتِ شبِ ہجراں بدشمناں مکنید کہ نیست سینۂ اربابِ کینہ محرمِ راز
گرفتارِ مصیبت ہو کر صبر و تحمل کا رشتہ چھوڑنا نہ چاہیئے کیونکہ یہ عقل مندی کے خلاف ہے۔

(۲۹) اے دل اندر بندِ زلفش در پریشانی منال مرغِ زیرک چو بدام افتد تحمل بایدش
واقفِ راز ہونے کے باوجود کسی شخص کے عیوب منظرِ عام پر نہ لانے چاہییں۔

(۳۰) احوالِ شیخ و قاضی و شرب الیہودساں کردم سوال صبحدم از پیرِ مے فروش

(۳۱) گفتا نہ گفتنی است سخن گر چہ محرمی درکش زبان و پردہ نگہدار و مے بنوش
تجھے پرائی پٹیر میں پڑنے سے کچھ نہیں مل سکتا ہر شخص اپنے مقصد کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔

(۳۲) رموزِ مملکتِ خویش خسرواں دانند
گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیا کے لیے غم کھانا فضول ہے۔

(۲۳) گوش کن پند اے پسر از بہر دنیا غم مخور گفتمت روشن حدیثے گر توانی دار گوش

یہ امر پایہ تحقیق کو پہنچ چکا ہے کہ دنیا اور کارِ دنیا فانی ہے۔

(۲۴) جہاں و کارِ جہاں جملہ ہیچ در ہیچ است ہزار بار من ایں نکتہ کردہ ام تحقیق

غم و شادی اگر گذشتنی ہیں تو بہتر یہی ہے کہ ہر وقت دل کو خوش رکھا جائے۔

(۲۵) حافظا چوں غم و شادئ جہاں در گذر است بہتر آنست کہ من خاطرِ خود خوش دارم

میں اپنے کمزور بازوؤں کی وجہ سے خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ ان میں مردم آزاری کے لیے زور نہیں۔

(۲۶) من از بازوئے خود دارم بسے شکر کہ زورِ مردم آزاری ندارم!!

دوستوں کے ظلم کا شکوہ دشمنوں سے نہیں کرنا چاہیئے۔

(۲۷) آشنایانِ رہِ عشق گرم خوں بخورند کافرم گر بشکایت بر بیگانہ روم!

اس مضمون کو اساتذہ اردو نے بھی غلو آمیز رنگینی کے ساتھ پیش کیا ہے چنانچہ

شکوہ اک بت کا ہے محشر میں خدا کے سامنے
آشنا کا ہے گلہ نا آشنا کے سامنے! (ناسخ)

ہم نہیں وہ کہ کریں خون کا دعوےٰ تجھ پر،
بلکہ پوچھے گا خدا بھی تو مکر جائیں گے (ذوقؔ)

ذوقؔ کے شعر کی امتیازی خوبیاں حافظؔ و ناسخؔ کے شعروں پر غیر جانبدارانہ نظر ڈالنے سے معلوم ہوتی ہیں!

جان سے ہاتھ دھو لینا آسان ہے لیکن دلی دوستوں سے قطع تعلق مشکل ہے۔

(۲۸) از جاں طمع بریدن آساں بود ولیکن از دوستانِ جانی مشکل تواں بریدن

راز پوشی ذریعۂ نجات ہے ——————

(۲۹) بہ پیرِ میکدہ گفتم کہ چیست راہِ نجات؟
بخواست جامِ مے و گفت راز پوشیدن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن لوگوں کے اقوال میں اعمال کی روشنی نہیں ان کی باتوں سے پرہیز لازم ہے۔

(۴۰) عناں بمیکدہ خواہیم تاخت زیں مجلس ! کہ وعظ بے عملاں واجب ست نشنیدن

بوڑھوں کی نصیحت بختِ جوان سے بھی اچھی ہے۔

(۴۱) جوانا سر متاب از پند پیراں کہ رائے پیر از بخت جواں بہ

زمانہ کی آنکھیں نہیں کہ وہ علم وجہل کے حسن وقبح پر نظر ڈال سکے۔

(۴۲) جہل من وعلمِ تو فلک را چہ تفاوت آنجا کہ بصر نیست چہ خوبی و چہ زشتی

انسان کا رشتۂ اختیار دستِ قدرت میں ہے۔

(۴۳) در دائرۂ قسمتِ ما نقطۂ پرکاریم لطف آنچہ تو اندیشی حکم آنچہ تو فرمائی

دوست کیمیائے سعادت ہے۔

(۴۴) دریغ ودرد کہ تا ایں زماں نہ دانستم کہ کیمیائے سعادت رفیق بود رفیق

طریقِ عشق میں خود بینی وخود آرائی کفر ہے۔

(۴۵) فکرِ خود ورائے خود در عالمِ رندی نیست
کفر است دریں مذہب خود بینی وخود رائی

یہ ہیں وہ جواہر ریزے جن کی لمعانیاں محفلِ فکر وعقل میں شمع بصیرت جلا رہی ہیں لیکن دل دادگانِ تصوف ان نصیحت آمیز شعروں میں دستِ فکر ڈال کر الہیات کے رموز واسرار نکالنے کی فکر میں تھے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ